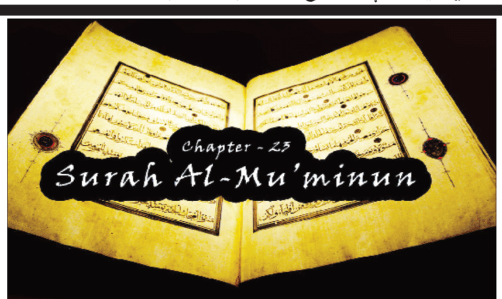

سورہ المومنون کی دس آیتیں

ایک پر امن اور انصاف پسند معاشرہ کی ضمانت

مومن ایک سلیم الطبع، پاکیزہ مزاج، جوش ذوق انسان ہوتا ہے۔ بیہودگیوں سے اس کی طبیعت کو کسی قسم کا لگاؤ نہیں ہوتا۔ وہ مفید باتیں کرسکتا ہے۔ مگر فضول گپیں نہیں ہانک سکتا۔ وہ ظرافت اور مزاح اور لطیف مذاق کی حد تک جاسکتا ہے، مگر ٹھٹھے بازیاں نہیں کرسکتا۔ گندہ مذاق اور مسخرہ پن برداشت نہیں کرسکتا، تفریحی گفتگوؤں کو اپنا مشغلہ نہیں بنا سکتا۔ اس کیلئے تو وہ سوسائٹی ایک مستقل عذاب ہوتی ہے جس میں کان کسی وقت بھی گالیوں سے، غیبتوں اور تہمتوں اور جھوٹی باتوں سے گندے گانوں اور فحش گفتگوؤں سے محفوظ نہ ہوں۔ اس کو اللہ تعالیٰ جس جنت کی امید دلاتا ہے اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی بیان کرتا ہے کہ لَا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَه وہاں تو کوئی لغو بات نہ سنے گا۔”

عبدالعزیز

قرآن مجید میں ایک سورہ ہے جس کا نام المومنون ہے۔ اس کی شروع کی دس آیتوں کے ذریعہ فرد اور معاشرہ کی بہتر طور پر اصلاح ہوسکتی ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ سورہ ان کے سامنے نازل ہوئی ہے۔ وہ خود نزول وحی کی کیفیت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طاری ہوتے دیکھ رہے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر اس وقت دس ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں اگر کوئی ان کے معیار پر پورا اتر جائے تو یقینا وہ جنت میں جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سورہ کی ابتدائی آیات سنائیں۔ (احمد، ترمذی، نسائی، حاکم)

شروع کی دس آیتوں کا ترجمہ:

“یقینا فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ لغویات سے دور رہتے ہیں۔ زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں کے اور ان عورتوں کے جو ان کی مِلکِ یمین میں ہوں کہ ان پر (محفوظ نہ رکھنے میں) وہ قابلِ ملامت نہیں ہیں، البتہ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی زیادتی کرنے والے ہیں۔ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا پاس رکھتے ہیں، اور اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ وہ وارث ہیں جو میراث میں فردوس پائیں گے۔”

کامیابی اور فلاح کی پہلی خصوصیت یا صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اپنی نماز میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں، اللہ کے سامنے عاجزی و انکساری سے جھکتے ہیں اللہ کی ہیبت، عظمت اور جلال سے ان پر ان کے جسم پر مرعوبیت طاری ہوتی ہے۔ اللہ کے سامنے نہ صرف ان کا سر جھکتا ہے بلکہ دل بھی جھکتا ہے۔

دوسری صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ لغویات، بیہودہ اور فضول باتوں پر توجہ نہیں دیتے ان کی طرف رخ نہیں کرتے، ان سے کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔ جہاں ایسی باتیں ہو رہی ہوں یا ایسے کام ہو رہے ہوں اس میں جانے سے پرہیز کرتے ہیں، ان میں حصہ لینے سے اجتناب کرتے ہیں اور کہیں ان سے سابقہ پیش آ ہی جائے تو خوبصورتی سے اپنا پیچھا چھڑا لیتے ہیں۔ سورہ الفرقان آیت نمبر 2 میں اللہ تعالیٰ ایسے نیک بندوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ:

“جب کسی ایسی جگہ سے ان کا گزر ہوتا ہے، جہاں لغو باتیں ہو رہی ہوں، لغو کام ہو رہے ہوں وہاں سے بہتر طریقے سے گزر جاتے ہیں۔”

“علاوہ بریں مومن ایک سلیم الطبع، پاکیزہ مزاج، جوش ذوق انسان ہوتا ہے۔ بیہودگیوں سے اس کی طبیعت کو کسی قسم کا لگاؤ نہیں ہوتا۔ وہ مفید باتیں کرسکتا ہے۔ مگر فضول گپیں نہیں ہانک سکتا۔ وہ ظرافت اور مزاح اور لطیف مذاق کی حد تک جاسکتا ہے، مگر ٹھٹھے بازیاں نہیں کرسکتا۔ گندہ مذاق اور مسخرہ پن برداشت نہیں کرسکتا، تفریحی گفتگوؤں کو اپنا مشغلہ نہیں بنا سکتا۔ اس کیلئے تو وہ سوسائٹی ایک مستقل عذاب ہوتی ہے جس میں کان کسی وقت بھی گالیوں سے، غیبتوں اور تہمتوں اور جھوٹی باتوں سے گندے گانوں اور فحش گفتگوؤں سے محفوظ نہ ہوں۔ اس کو اللہ تعالیٰ جس جنت کی امید دلاتا ہے اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی بیان کرتا ہے کہ لَا تَسۡمَعُ فِيۡهَا لَاغِيَه وہاں تو کوئی لغوبات نہ سنے گا۔”

تیسری اور انتہائی اہم خصوصیت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کو صرف وہیں آزادی دیتے ہیں جہاں اس کا حق ان کو حاصل ہے۔ یعنی بیویوں اور لونڈیوں پر۔ یہ نہیں ہوتا کہ شہوت سے اندھے ہو کر بالکل سانڈ بن جائیں اور ہر حرمت پر دست اندازی اپنا حق سمجھ لیں۔ فرمایا کہ اپنے حدود کے اندر یہ چیز مباح ہے۔ اس پر کسی کو ملامت نہیں۔ یعنی کوئی اس کو تقویٰ، دین داری اور خدا ترسی کے منافی نہ سمجھے جیسا کہ راہبانہ تصورات کے تحت عام طور پر سمجھا گیا ہے۔ البتہ وہ لوگ جو اس حد سے آگے بڑھیں گے وہ خدا کے حدود کو توڑنے والے ہیں۔ یہاں صرف ان کے جرم کا ذکر فرمایا، اس کی سزا کا ذکر نہیں فرمایا۔

Chapter - 23
Surah Al-Mu'minun

یہاں اس امر کو یاد رکھنا چاہئے کہ موجودہ مغربی اور مغرب زدہ سوسائٹی میں جنسی آزادی پر اگر کوئی قدغن ہے تو صرف اس صورت میں ہے جب جبر و اکراہ کی نوبت آئے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو پھر ہر ایک کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔

چوتھی خصوصیت مومن کی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ تزکیہ کا کام کرنے والے ہوتے ہیں اپنا بھی تزکیہ کرتے ہیں اور دوسروں کی زندگیوں کے تزکیہ کیلئے کوشاں ہوتے ہیں اپنے اندر جوہر انسانیت کو نشوونما دیتے ہیں اور باہر کی زندگی میں اس کیلئے سعی و جہد کرتے ہیں۔ یہ مضمون قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ مثلاً سورۂ اعلیٰ میں فرمایا قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى “فلاح پائی اس شخص نے جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کر کے نماز پڑھی۔ اور سورہ شمس میں فرمایا قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا، وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا “بامراد ہوا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا، اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔” مگر یہ آیت ان دونوں کی بہ نسبت وسیع تر مفہوم کی حامل ہے، کیونکہ وہ صرف اپنے نفس کے تزکئے پر زور دیتی ہیں اور یہ بجائے خود فعل تزکیہ کی اہمیت بیان کرتی ہے جو اپنی ذات اور معاشرے کی زندگی، دونوں ہی کے تزکئے پر حاوی ہے۔ پانچویں خصوصیت میں یہ بات کہی گئی ہے کہ کامیاب ترین یا فلاح پانے والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو امانتوں کا خیال رکھتے ہیں اور وعدہ کا پاس رکھتے ہیں۔

“امانات سے مراد وہ تمام امانتیں بھی ہیں جو ہمارے رب نے قوتوں اور صلاحیتوں، فرائض اور ذمہ داریوں کی شکل میں یا انعامات و افضال اور اموال و اولاد کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ کی ہوں یا ازروئے حقوق ان کی ادائیگی کی ذمہ ہم پر عائد ہوتی ہو۔ اسی طرح عہد میں وہ تمام عہد و میثاق بھی داخل ہیں جو ہمارے رب نے ہماری فطرت سے عالم غیب میں لئے ہیں یا اپنے نبیوں کے واسطہ سے، اپنی شریعت کی شکل میں، اس دنیا میں لئے ہیں۔ علی ہذا القیاس وہ تمام عہد و میثاق بھی اس میں داخل ہیں جو ہم اپنی فطرت یا انبیاءؑ کے واسطہ سے اپنے رب سے کئے ہیں یا کسی جماعت یا فرد سے اس دنیا میں کئے ہیں، خواہ وہ قولاً و تحریراً عمل میں آئے ہوں یا ہر شائستہ سوسائٹی میں بغیر کسی تحریر و اقرار کئے سمجھے اور مانے جاتے ہوں۔ فرمایا کہ ہمارے یہ بندے ان تمام امانات اور ان تمام عہود و مواثیق کا پاس و لحاظ رکھنے والے ہیں۔ نہ اپنے رب کے معاملہ میں خائن اور غدار ہیں نہ اس کے بندوں کے ساتھ بے وفائی اور عہد شکنی کرنے والے ہیں۔ ان دو صفتوں کے اندر وہ تمام شرعی و اخلاقی، قانونی اور عرفی ذمہ داریاں آگئیں جن کا احترام ہر شریعت میں مطلوب رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبوں میں اکثر بیان فرماتے تھے کہ جو امانت کا خیال نہیں رکھتا اس کے پاس کوئی ایمان نہیں اور جو وعدہ کا پاس نہیں رکھتا اس کا کوئی دین نہیں۔ (بیہقی فی شعب الایمان)۔ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا “چار خصلتیں ہیں کہ جس میں چاروں پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں کوئی ایک پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے۔ جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرے۔ جب بولے تو جھوٹ بولے۔ جب عہد کرے تو توڑ دے اور جب کسی سے جھگڑے تو (اخلاق و دیانت کی) ساری حدیں توڑ ڈالے۔”

چھٹی اور آخری خصوصیات فلاح پانے والے مومن کی یہ بتائی جارہی ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی رکھوالی کرتے ہیں اس کی نگاہ داشت رکھتے ہیں، لاپرواہی اور بے خیالی سے کام نہیں لیتے۔ “اس میں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ نماز ہی سے اہل ایمان کی صفات کا ذکر شروع ہوا تھا اور اسی پر آ کر ختم ہوا۔ شروع میں نماز کا ذکر اس کی روح یعنی 'خشوع' کے پہلو سے ہوا اور آخر میں اس کی محافظت سے، اس کے رکھ رکھاؤ اور اس کی دیکھ بھال کے پہلو سے ہوا۔ اس لئے کہ وہ برکات جو نماز کی بیان میں ہوئی ہیں اسی صورت حال میں حاصل ہوتی ہیں جب اس کے اندر خشوع کی روح ہو اور اس کی برابر رکھوالی بھی ہوتی رہے۔ یہ باغ جنت کا پودا ہے جو پوری نگہداشت کے بغیر پروان نہیں چڑھتا۔ ذرا غفلت اور ناقدری ہوجائے تو یہ بے ثمر ہو کے رہ جاتا ہے بلکہ اس کے بالکل ہی سوکھ جانے کا ڈر پیدا ہوجاتا ہے۔ اگر اس کی حقیقی برکات سے بہرہ مند ہونے کی آرزو ہے تو شیاطین کی تاخت سے اس کو بچائیے اور وقت کی پوری پابندی کے ساتھ آنسوؤں سے اس کو سینچتے رہئے۔ تب کچھ اندازہ ہوگا کہ رب نے اس کے اندر آنکھوں کی کیا ٹھنڈک چھپا رکھی ہے!!

یہ بات کہ نماز ہی تمام دین کی محافظ ہے قرآن میں جگہ جگہ بیان ہوئی ہے۔ یہ دین کی اس حکمت کی طرف اشارہ ہے کہ نماز ہی سے تمام نیکیاں نشوونما بھی پاتی ہیں اور اگر نماز ہی چھوڑ دی جائے تو دین و اخلاق کا سارا چمن تاراج ہو کر رہ جائے گا۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ جس نے نماز ضائع کردی تو وہ باقی دین کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کردے گا۔” “نمازوں لی محافظت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اوقاتِ نماز، آدابِ نماز، ارکان و اجزائے نماز، غرض نماز سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کی پوری نگہداشت کرتے ہیں جسم اور کپڑے پاک رکھتے ہیں۔ وضو ٹھیک طرح سے کرتے ہیں اور اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ کبھی بے وضو نہ پڑھنے بیٹھیں۔ صحیح وقت پر نماز ادا کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ وقت ٹال کر نہیں پڑھتے، نماز کے تمام ارکان پوری طرح سکون و اطمینان کے ساتھ ادا کرتے ہیں، ایک بوجھ کی طرح جلدی سے اتار کر بھاگ نہیں جاتے اور جو کچھ نماز میں پڑھتے ہیں وہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ جیسے بندہ اپنے خدا سے عرض کر رہا ہے، نہ اس طرح کہ گویا ایک رٹی ہوئی عبارت کو کسی نہ کسی طور پر ہوا میں پھونک دینا ہے”۔ آخر میں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت دی ہے جو دس آیتوں کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لیتے ہیں اور ان آیتوں میں درج صفات کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ اگر کوئی اپنی اور معاشرہ کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو وہ ان آیتوں کے مطابق خود چلے اور معاشرہ کو چلانے کی کوشش کرے تو معاشرہ یا سماج میں سدھار اور اصلاح یقینا آسکتی ہے اور ایسے معاشرہ کے افراد بلاشبہ اللہ اور رسولؐ کے اعلان کے مطابق نہ صرف جنت کے حقدار ہوں گے بلکہ جنت کے وارث ہوں گے اور میراث میں انہیں فردوس عطا کیا جائے گا۔

azizabdul03@gmail.com

اسلامو فوبیا کیا ہے اور کیوں ہے؟

عالمی پیمانے پر اسلامو فوبیا کا سوال ہے تو اس کا آغاز سلطنت عثمانیہ کی مخالفت سے ہی ہو گیا۔ ذہن نشین رہے کہ اس سے قبل جتنے بھی غزوات عمل پذیر ہوئے۔ ان میں سے کوئی بھی غزوہ اسلام کے لئے عمل پذیر نہیں ہوا بلکہ معاشرے کے بگاڑ اور جبر و مظالم و استحصال و استبداد کے خلاف عمل پذیر ہوا۔ لیکن سلطنت عثمانیہ نے اپنی فتحیابی کا پرچم بلند کرتے ہوئے کئی غیر مسلم ممالک کو زیر نگوں کر لیا تھا۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی ہے۔ اس دور میں اہل مغرب میں بھی اعلیٰ و ادنیٰ کے علاوہ ذات پات کا امتیاز اپنے پورے شباب پر تھا۔ پھر چرچوں کی برتری سے عوام تو عوام۔ وہاں کا حکمراں طبقہ بھی خوب خوب پریشان و ہراساں تھا۔

بینام گیلانی

مذہب خواہ کوئی بھی ہو، وہ انسانوں کو جلن، حسد، قتل و غارتگری اور منافرت کا درس کبھی نہیں دیتا ہے۔ یہ بصد افسوس رقم کرنا پڑ رہا ہے کہ عہد حاضر میں مذہبی منافرت جیسا عمل جو بھی عمل پذیر ہو رہا ہے۔ وہ صرف اور صرف مذہب ہی کے نام پر عمل پذیر ہو رہا ہے۔ اس طرح تو مذہب محبت و رواداری و ایثار کی علامت نہ ہو کر تکرار و پیکار کا سرچشمہ ہو کر رہ گیا ہے۔۔ مذہب دراصل وہ ضابطۂ حیات ہے جس کے تحت انسان ایک بااصول زندگی گزارنا سیکھتا ہے جس سے باہمی تعلقات، رشتہ، انسانی ہمدردی، جذبۂ تعاون و ہمدردی و دردمندی اور اخلاقیات کا درس حاصل کرتا ہے۔ لیکن افسوس معاصر عہد میں مذہب کے نام پر جو بھی عمل پذیر ہو رہا ہے۔ وہ تمام کے تمام امور مذہبیت کے منافی و متضاد نظر آتے ہیں۔ افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ جو لوگ مذہبی عناد و منافرت کو مذہبیت تسلیم کئے بیٹھے ہیں۔ وہ کوئی کم علم یا بے علم لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تو ہیں ہی۔ وہ اعلیٰ عہدوں پر فائز بھی ہیں۔

چنانچہ اس مذہبی منافرت و عداوت کو مبنی بر جہالت عمل نہیں کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ اگر حقیقت پسندی سے کام لیا جائے تو ایسے مذموم عمل کو مبنی بر جہالت عمل سے بھی بدتر عمل کہنا مناسب ہوگا۔ ایسا کہا بھی جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو حقیقت میں سوشلزم و سیکولرزم کے پیروکار رہیں وہ بہ بانگ دہل یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ عمل حقیقتاً مبنی بر جہالت ہے۔۔ اس عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسناد علمیت کی ضامن نہیں ہوتی ہیں۔ کسی دانشور نے درست ہی کہا ہے کہ اسناد تعلیم پر خرچ ہونے والی رقم کی رسید ہوتی ہیں، علمیت کی دلیل نہیں۔ بہرحال ارض ہند پر اسلاموفوبیا کی قریب سو سالہ تاریخ ہے۔ یہ تاریخ اس قدر دل شکن اور روح فرسا ہے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ آخر یہ عداوت و منافرت کا سبب کیا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر انسان کو اپنا مذہب اپنا عقیدہ عزیز ہوتا ہے۔ ہر مذہب کے پیروکار اپنے مذہب کو سب سے بہتر ہی نہیں بلکہ اعلیٰ تصور کرتے ہیں۔ یہاں تک تو معاملہ درست ہے۔ دھرم و مذہب کا اپنے پیروکاروں سے تقاضا بھی یہی ہے۔ پھر ہر مذہب کے پیروکاروں کو اپنا مذہب اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہونا ہی چاہئے۔ کیونکہ بغیر اس جذبے کے کسی بھی مذہب کی حفاظت و بقا ممکن نہیں ہے۔ چونکہ مذہب سے محبت مذہبیت کے تقاضے کے تحت ہے۔ اس لئے اسے غلط قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اپنا یہ جذبہ اور نظریہ کسی دوسرے مذہب کے پیروکاروں پر جبریہ یا بزور تھوپنا کہیں سے اور کسی طور پر بھی مبنی بر انصاف نہیں ہوگا۔ یہیں سے عداوت و منافرت کی بنیاد پڑنا شروع ہوجاتی ہے اور بات خون خرابہ تک پہنچ جاتی ہے۔

جہاں تک عالمی پیمانے پر اسلاموفوبیا کا سوال ہے تو اس کا آغاز سلطنت عثمانیہ کی مخالفت سے ہی شروع ہو گیا۔ ذہن نشیں رہے کہ اس سے قبل جتنے بھی غزوات عمل پذیر ہوئے۔ ان میں سے کوئی بھی غزوہ اسلام کے لئے عمل پذیر نہیں ہوا بلکہ معاشرے کے بگاڑ اور جبر و مظالم و استحصال و استبداد کے خلاف عمل پذیر ہوا۔ لیکن سلطنت عثمانیہ نے اپنی فتحیابی کا پرچم بلند کرتے ہوئے کئی غیر مسلم ممالک کو زیر نگوں کر لیا تھا۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی ہے۔ اس دور میں اہل مغرب میں بھی اعلیٰ و ادنیٰ کے علاوہ ذات پات کا امتیاز اپنے پورے شباب پر تھا۔ پھر چرچوں کی برتری سے عوام تو عوام۔ وہاں کا حکمراں طبقہ بھی خوب خوب پریشان و حراساں تھا۔ ایسے ماحول و فضا میں اسلامی حکومت کا قیام اور عوامی زندگی پر اسلام کے اثرات نے اہل چرچ کے علاوہ نصاریٰ کے سرخیلوں و سرداروں کو بھی اسلام اور اہل اسلام سے بہت برہم کر رکھا تھا۔ چنانچہ تمام نصاریٰ ممالک نے متحدہ طور پر یکبارگی مسلمانوں پر یلغار کر دیا اور سلطنت عثمانیہ کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا۔ یہ تو ماضی کی بات ہوئی۔ جس کے زخم ابھی تک ہرے تھے کہ اہل مغرب مسلسل اس زخم کو کریدتے رہے۔ جس کا انجام یہ ہے کہ آج پوری عالمی فضا زہر آلودہ ہو چکی ہے۔ کم وبیش دو دہائی قبل اس وبا کے اثرات بیشتر مغربی ممالک میں ہی نظر آتے تھے۔ گو کہ یہی مغربی ممالک مذہبی آزادی اور مذہبی رواداری کے علمبردار بھی خود کو کہلوانے میں افتخار محسوس کیا کرتے تھے۔ لیکن اب مذہبی منافرت خصوصاً اسلاموفوبیا سے متاثر مشرقی ممالک بھی نظر آتے ہیں۔ ان میں پہلا مقام ہندوستان ہی کو حاصل ہے۔ اہل مغرب کا اسلاموفوبیا کچھ الگ نوعیت کا ہے۔ یہ جان کے دشمن کم اور ایمان کے دشمن زیادہ نظر آتے ہیں۔ ان میں راست طور پر زدوکوب یا قتل و غارت گری کی ہمت نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کی دل شکنی و دل آزاری اور ایذا رسانی کے لئے ذہنی اذیت کا راستہ اختیار کیا۔ اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے ان اہل مغرب نے مقدس قرآن الحکیم کی بے حرمتی کرنا اختیار کیا تا کہ مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں اور یہ بیجا اقدام کو مجبور ہوں۔ جن کی بنا پر انہیں قید خانوں اور عقوبت گاہوں میں ڈال کر ان کی اور ان کی نسلوں کی زندگیاں برباد کی جاسکیں۔ اسی منصوبے کے تحت اہل مغرب نے قرآن الحکیم کو کئی دفعہ نذر آتش کیا۔ اس سے قبل اسی قرآن میں خامیاں و کمیاں تلاش کرنے کی مذموم کوشش کی گئی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنے اس منصوبے میں مطلقاً ناکام رہے۔ جب وہ قرآن کریم میں کوئی نقص یا کمی نہیں نکال سکے تو اس میں تصرف کی کوشش کی۔ یہاں بھی انہیں زبردست ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔ کیونکہ قرآن دنیا کی وہ واحد کتاب ہے جسے لاکھوں لوگ ازبر کئے بیٹھے ہیں۔ چنانچہ اس میں الفاظ تو الفاظ اعراب کی تبدیلی بھی ممکن نہیں ہے۔ جہاں بھی تصرف ہوگا۔ اس کی شناخت فوراً ہو جائے گی۔ پھر تصرف فرمانے والے کو سوائے رسوائیوں کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اہل مغرب نے تو اپنی اسلام دشمنی یا اسلاموفوبیا کے جذبے میں اس قدر سرشار ہو گئے کہ نیا قرآن ہی خلق کر ڈالا۔ وہاں بھی انہیں رسوائی ہی رسوائی اٹھانی پڑی۔ دراصل قرآن لوح سماوی کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ لوح سماوی خدائی کتاب ہے۔ اب جس کتاب کا خالق خود خدائے تعالیٰ کی ذات واحد ہو۔ اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی کتاب کر ہی نہیں سکتی ہے۔ اس کتاب کا خالق خواہ جس قدر بھی تعلیم یافتہ ہو۔ انسان کی خلق کی ہوئی کتاب کبھی بھی صحیفہ کی ہم معیار نہیں ہو سکتی ہے۔ قران کے مدمقابل جس نے کتاب خلق کی وہ خود تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ جس نے بھی ایسی کتاب خلق کرنے کی حماقت کی اس کا مقصد عین صرف اور صرف مسلمانوں کی دلآزاری تھا۔ اسے شاید یہ علم نہیں تھا کہ اسی کتاب میں اللہ وحدہ لاشریک نے اپنی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے۔ متذکرہ بالا تمام حقائق سے اسلام کے مخالفین واقف کار ہیں۔ لیکن چونکہ ان کا مقصد عین مسلمانوں کی دلآزاری ہے اس لئے وہ اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہیں آسکتے۔

ISLAMOPHOBIA
IS NOT
FREEDOM

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس اسلاموفوبیا کا سبب کیا ہے تو جواباً عرض ہے کہ وہ سب اسلام کی حقانیت اور اس کی مقبولیت سے پریشان ہیں۔ جس کے باعث اس کو برق رفتاری سے فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ حالیہ سروے کے مطابق ادھر کم وبیش دو ماہ کے اندر قریب 3000000 (تیس لاکھ) انسان مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جبکہ سناتن دھرم میں محض 300 افراد داخل ہوئے۔ عیسائیت اور یہودیت کو کتنے لوگوں نے اختیار کیا اس کا حساب کتاب دستیاب نہیں ہے۔ آج سے قریب نصف صدی قبل جب اہل مغرب کی مذہبی تنظیم ہیشن" کے ذریعہ مذہبی تبدیلی مہم کے تحت بیشتر شہروں میں چرچ تعمیر کرایا گیا۔ اس چرچ کے ذریعہ مفت راشن اور کپڑا دستیاب کرایا گیا، چرچوں میں تعلیمی نظام قائم کیا گیا اور ہر قسم کی تعلیم مفت دی جانے لگی۔ جس کے عوض تبدیلیٔ مذہب کو فروغ حاصل ہوا اور سناتنوں کے نچلے طبقے نے (شدر) بے تحاشا عیسائیت کو قبول کیا۔ لیکن کچھ ہی سالوں بعد مشن کے کاموں میں کوتاہیاں در آنے لگیں تو تبدیل مذہب کے کام کی رفتار بھی نرم پڑی اور رفتہ رفتہ جنہوں نے عیسائیت قبول کی تھیں ان کی گھر واپسی ہوگئی۔ نتیجہ کے طور پر عیسائیت کا فروغ بھی اب قریب قریب تھم سا گیا ہے۔ لیکن اسلام کے فروغ میں ہمہ اوقات اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اضافہ نہ ہی پیسوں کے زور پر عمل پزیر ہو رہا ہے اور نہ ہی تلواروں کے زور پر۔ جیسا کہ اسلام کے حاسدوں نے یہ افواہ اڑا رکھی تھی کہ اسلام تلوار کے زور پر فروغ پایا ہے۔ معاصر عہد میں جو مشرف بہ اسلام ہو رہے ہیں وہ طاقتور ممالک کے شہری ہوتے ہیں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہوتے ہیں۔ ان میں چرچوں کے پادری بھی ہیں اور اعلیٰ قدر سائنسداں بھی ہیں وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ ہوتے ہیں کہ اس قدر دشمنی اور جبر و ستم کے باوجود لوگ اسلام کو ترک کرنے سے بہتر اسلام کے لئے شہید ہو جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ آخر اسلام میں ایسی کون سے خوبی ہے کہ لوگ اس کے لئے شہادت کو ہنس ہنس کر گلے لگا لیتے ہیں۔ اس حقیقت کی تلاش میں لوگ اسلام کا مطالعہ بہت ہی عمیق نگاہی کے ساتھ کرتے ہیں اور جب وہ پاتے ہیں کہ دنیا میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جسے سچا کہا جا سکتا ہے تب پھر وہ بلا وقت ضائع کئے مشرف بہ اسلام ہو جاتے ہیں۔ اب اس تبدیلیٔ مذہب کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوا جاتا ہے جس کے باعث ان اسلام دشمنوں کے سینے پر سانپ لوٹنے لگے ہیں۔ دراصل اسلاموفوبیا کی یہی اساس ہے۔ اسلام کی حقانیت اور اس کی کشادگی، کسی دوسرے مذہب کے پیروکاروں کے لئے ہرز جان بنی ہوئی ہے۔ اسلام کے جو التزامات ہیں یا جو شرائط ہیں وہ تمام انسان اور انسانیت کی بھلائی پر مبنی ہیں۔ ایسا کسی بھی مذہب میں موجود نہیں ہے۔ جب دوسرے مذہب کے پیروکار کبھی مسجد تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں دیکھتے ہیں کہ بادشاہ و فقیر ایک جگہ اور ایک ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہاں امیر و غریب میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا ہے تو وہ اسلام کی اچھائی اور بڑائی کے قائل ہوتے جاتے ہیں۔ یہی منظر انہیں مسلمانوں کے دسترخوان پر نظر آتا ہے۔ تب بھی وہ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ جب وہ ماہ رمضان میں دیکھتے ہیں کہ ہر گھر سے افطار کی اشیا مساجد میں جاتی ہیں جہاں ہر کس و ناکس روزہ کشائی کر سکتا ہے خواہ وہ مقامی ہو یا بیرونی۔ جب وہ یہ جانتا ہے کہ کوئی بھی مسلمان بغیر فطرہ کی رقم ادا کئے۔ نماز عید ادا نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ بہت سارے مفلوک الحال انسان ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر انہیں فطرہ کی رقم نہ حاصل ہو تو انہیں عید کے روز بھی روزہ ہی ہو سکتا ہے۔ دوسرے مذاہب کے پیروکار جب دیکھتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کے لئے مسلمانان بڑی بڑی قیمتیں ادا کر کے قربانی کا جانور خریدتے ہیں اور ذبح کرنے کے بعد اس کا دو تہائی حصہ بڑی ہی مسرت کے ساتھ اہل ضرورت میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ لیکن ان کی جبینوں پر شکن بھی نہیں آتی ہے۔ تب وہ حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔ اوہ اس بات سے بھی حیرت زدہ ہوتے ہیں کہ یہ مسلمان کس طرح ہنسی خوشی اپنی ساری کمائی کا ڈھائی فیصد حصہ ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے ہیں جس کی انہیں بیحد مسرت ہوتی ہے۔ دوسرے مذہب کے پیروکار یہ دیکھ کر بھی حیرت زدہ ہوتے ہیں کہ مسلمان بہت ہی مشکلوں سے کمائی گئی رقم میں سے ایک کثیر رقم خرچ کر کے حج بیت اللہ ادا کر کے انتہائی مسرور نظر آتا ہے اور معاشرے میں اس کے مقام و مرتبہ میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی خوبیاں کسی بھی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اسلام کی یہی خوبیاں اہل علم کو نہیں بھاتی ہیں۔ جس کے باعث آج لوگ جوق در جوق مشرف بہ اسلام ہو رہے ہیں۔ اسلام نے اجتماعیت کا درس دیا ہے۔ باہمی محبت و اخوت کا درس دیا ہے۔ ہمدردی و نگہبانی کا درس دیا ہے۔ عجز و انکساری کا درس دیا ہے۔ یعنی اسلام نے اچھائی و نیکوکاری کا درس دیا ہے۔

benamgilani@gmail.com

’ایکس‘ کی دنیا

@Urdu Shayari

آس اس در سے ٹوٹتی ہی نہیں
جا کے دیکھا، نہ جا کے دیکھ لیا

فیض

@The Tribune

منی پور میں مختلف مقامات پر ووٹنگ کے دوران فائرنگ اور ڈرانے دھمکانے کی خبریں، کئی زخمی۔

@Republic

ایران اور اسرائیل کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کی وجہ سے ایئر انڈیا نے اپنی پروازیں معطل کر دیں۔

@The Hill

سیکورٹی کونسل میں فلسطین کو ملک کی حیثیت اور مکمل رکنیت دیے جانے کی تجویز پر امریکہ نے ویٹو کر دیا ہے۔

@الجزیرہ مصر

ہم کو جنگ کو پھیلنے سے روکنے کے لیے غزہ میں جنگ بندی کو لاگو کرنا ہوگا، یوروپی یونین کے خارجہ پالیسی کمشنر کا بیان۔

@Wion

ایران اسرائیل کشیدگی :۔ اصفہان پر اسرائیلی حملہ پر ایران کی قیادت کا شدید ردعمل۔

@فرانس پرس بالعربیہ

گروپ سات کے ممالک نے غزہ کے رفح میں بڑے پیمانے کی زمینی کارروائی کی مخالفت کی ہے۔

@The Hindu

اس سال دنیا کے 60 ملکوں میں بشمول امریکہ اور روس میں عام انتخابات ہونے جا رہے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی بھی ملک میں عورتیں اقتدار کی دوڑ میں شامل نہیں ہیں۔

@The New Arab

195 دن گزر جانے کے بعد بھی غزہ کے ڈاکٹروں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

@VOA Urdu

ہندوستانی ہدایت کار امتیاز علی نے فلم میں امر سنگھ چمکیلا کے عروج و زوال کی داستان کو بہترین انداز میں فلمایا ہے جبکہ ان کے قتل کی سازش کے بارے میں بھی عکاسی کی گئی ہے۔

@العربیہ عاجل

امریکی وزیر خارجہ ٹونی بلنکن نے کہا ہے کہ ہماری تمام کوششوں کا مقصد غزہ میں جنگ رکوانا اور یرغمالیوں کی رہائی پر موقوف ہیں۔

@وکالۃ الانباء القطریۃ

اسرائیل نے جنوبی لبنان کے شہر پر بمباری کی ہے۔

@TRT

اسرائیل غزہ کے شمالی علاقوں میں بمباری جاری رکھے ہوئے ہے اور وہ جان بوجھ کر غزہ کے تعلیمی اداروں کو تباہ کر رہا ہے۔

@Abbas Khan

بڑا فریضہ تھا، تبلیغ عشق میرے لیے
میں منکروں کی زمین پر اذان دے آیا

@Sandeep Chaudhry

مسلمان عورتوں کے برقع اٹھا اٹھا کر انہیں پریشان کیا جا رہا ہے۔ سماجوادی پارٹی امیدوار اقرا حسن کا الزام۔

@Gulf News

یو اے ای نے خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ یو اے ای نے کہا ہے کہ صبر و ضبط سے کام لیا جائے اور کشیدگی کو پھیلنے سے روکا جائے۔

@Damieh Willey

کیا کچھ چھپایا جا رہا ہے؟ اسرائیل نے 7 اکتوبر کے حماس کے حملہ کی تفتیش کو روک دیا ہے۔

@Tehran Times

اسرائیل کے ڈومونا نیوکلیئر ری ایکٹر پہنچنے والے نقصان کو سیٹیلائٹ سے آنے والی تصویروں میں دکھایا گیا ہے۔

@Palestine Info Centre

دریا سے سمندر تک فلسطین ایک دن میں آزاد ہوگا۔ امریکہ کے نیویارک شہر میں غزہ میں جنگ بندی کی حمایت اور فلسطینیوں کے حق میں زوردار طریقہ سے نعرے لگے۔

@Hashat Feroz Mirza

اسرائیل کی فوج نے نطنز اور اصفہان کے پاس حملے کیے ہیں ان دونوں مقامات کے پاس ایران کی نیوکلیئر تنصیبات ہیں ۔ اس طرح عالمی امن کے لیے اسرائیل اور بھی بڑا خطرہ بن گیا ہے اور اب کہنا ہے کہ تیسری عالمی جنگ دستک دے رہی ہے۔ اس سلسلہ میں روس اور چین کا ردعمل قابل غور ہوگا۔

@سکریٹری انٹونی بلنکن

بحر احمر میں حوثی تجارتی جہازوں کو روک رہے ہیں۔ اس لیے غذائی رسد اور ادویات کی سپلائی متاثر ہو رہی ہے اور ضرورت مندوں کو محروم رکھا جا رہا ہے۔ جی۔7 ممالک کے ممبران نے اس عزم کو دہرایا ہے کہ ہم آزادی اور سامانوں کی ترسیل کو یقینی بنانے کے لیے یہ سب کر رہے ہیں۔

@عربی 21

اسرائیل کے وزیر اعظم نے اندرونی اختلافات کو ختم کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے کیونکہ اس سے کئی خطرناک حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔

ایکس پر چلنے والے ٹرینڈ قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کئے جا رہے ہیں
ایکس یوزر کے ذریعہ ظاہر کی گئیں آراء ان کی ذاتی ہیں اور ادارہ اس کیلئے کسی طرح ذمہ دار نہیں